روزنامہ
الفضل ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون ۲۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۴۱/۷۶ ہفتہ ۲۲ جمادی الاوّل ۱۴۱۲ھ، ۳۰ نبوت ۱۳۷۰ ہش، ۳۰ نومبر ۱۹۹۱ء نمبر ۲۶۹
Digitized by Khilafat Library Rabwah

سویڈن میں غیر معمولی قربانی کرنے والے

"جماعت گوٹن برگ (سویڈن) .... وہاں ایسے دوست بھی ہیں جنہوں نے اکیلے نے پورے قرآن کریم کی اشاعت کا خرچ دیا اور بڑی خاموشی کے ساتھ ایک یورپین مشن کے لئے ایک ہی فردِ واحد نے بہت بڑی رقم پیش کی ہے یعنی ایک لاکھ پونڈ کے قریب۔ اور اشارۃً بھی یا کنایۃً بھی اس بات کو انہوں نے کسی پر ظاہر نہیں کیا۔ نہ مجھے کہا ہے کہ اس کو ضبطِ تحریر میں لایا جائے اور میرا نام ظاہر کیا جائے"

(ارشاد سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

احمدی احباب کی تربیت کے لئے

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"دُعا تو مَیں ہندو کے لئے بھی کرتا ہوں مگر خدا تعالیٰ کے نزدیک یہ امر مکروہ ہے کہ اس کا امتحان کیا جاوے۔ مَیں دُعا کروں گا۔ آپ وقتاً فوقتاً یاد دلاتے رہیں اگر کچھ ظاہر ہوا تو اس سے بھی اطلاع دُوں گا۔ مگر یہ میرا کام نہیں۔ خدا تعالیٰ چاہے تو ظاہر کرے۔ وہ کسی کے منشاء کے ماتحت نہیں ہے بلکہ وہ خدا ہے اور (اللہ اپنی بات کو (پورا کرنے) پر کامل) اقتدار رکھتا ہے)۔ (یوسف: ۲۲) ۔ ایمان کو کسی امر سے وابستہ کرنا منع ہے مشروط بشرائط ایمان کمزور ہوتا ہے۔ نیکی میں ترقی کرنا کسی کے اختیار میں نہیں ہے۔ ہمدردی کرنا ہمارا فرض ہے۔ اس کے لئے شرائط کی ضرورت نہیں۔ ہاں یہ ضروری ہوگا کہ آپ ہنسی ٹھٹھے کی مجلسوں سے دُور رہیں۔ یہ وقت رونے کا ہے نہ ہنسی کا۔ اب آپ جائیں گے موت حیات کا پتہ نہیں"۔ (ملفوظات جلد سوم صفحہ ۹۲)

"اللہ تعالیٰ کسی کی نیکی کو ضائع نہیں کرتا بلکہ ادنیٰ سے ادنیٰ نیکی بھی ہو تو اس کا ثمرہ دیتا ہے۔ مَیں نے ایک کتاب میں نقل دیکھی کہ ایک شخص نے اپنے ہمسایہ آتش پرست کو دیکھا کہ چند روز کی برسات کے بعد وہ اپنے کوٹھے پر جانوروں کو دانے ڈال رہا تھا۔ مَیں نے اس سے پوچھا کہ تُو کیا کر رہا ہے؟ اس نے کہا کہ جانوروں کو دانے ڈال رہا ہوں۔ مَیں نے کہا کہ تیرا عمل بیکار ہے۔ اس گبر نے کہا کہ اس کا ثمرہ مجھے ملے گا۔ پھر وہی بزرگ کہتے ہیں کہ جب دوسرے سال مَیں حج کرنے کو گیا تو دیکھا کہ وہی گبر طواف کر رہا ہے۔ اس نے مجھے پہچان کر کہا ان دانوں کا ثواب مجھے ملا یا نہیں؟"

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۹۳)

ثواب حاصل کرنے کی راہیں تلاش کریں

جانیں پیش کرنے کے مواقع کبھی کبھی پیش آتے ہیں مگر مال پیش کرنے کے مواقع ہر لمحہ پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ آج بھی تحریک جدید کے میدان میں مالی قربانی کی اتنی ضرورت ہے کہ روئے زمین پر بسنے والے احمدیوں کی تربیت کا لامتناہی کام ہمارے پیارے امام کے پیش نظر ہے پس وعدہ لکھواتے وقت اپنی استطاعت سے بھی بڑھ کر قربانی پیش کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کا حامی و ناصر ہو۔

(وکیل المال اوّل تحریک جدید)

اعلان دارالقضاء

(مکرم وسیم احمد بیگ صاحب ترکہ مکرم مرزا محمد اسلم حیات بیگ صاحب)

مکرم مرزا محمد اسلم حیات بیگ صاحب (سابق محاسب و افسر پراویڈنٹ فنڈ صدر انجمن احمدیہ) ربوہ کے ورثاء مکرم وسیم احمد بیگ صاحب وغیرہ ۲۲۵/A گلبرگ فیصل آباد نے درخواست دی ہے کہ موصوف بقضائے الٰہی جولائی ۱۹۹۱ء میں وفات پا گئے۔ اُنکی مبلغ چودہ ہزار روپے خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں موجودہ رقم درج ذیل ورثاء میں تقسیم کی جائے۔

۱۔ محترمہ امۃ العزیز بیگم صاحبہ — بیوہ
۲۔ محترمہ نصیرہ سلطانہ صاحبہ — بیٹی
۳۔ محترم وسیم احمد بیگ صاحب — بیٹا

بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے اگر کسی وارث یا غیر وارث کو اس رقم کی ادائیگی پر کوئی اعتراض ہو تو تیس (۳۰) یوم کے اندر دارالقضاء میں اطلاع دیں۔

(ناظم دارالقضاء ربوہ)

ہر چیز کے لئے خدا کی طرف رجوع کرو

حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث (اللہ تعالیٰ کی رحمتیں ہمیشہ آپ پر نازل ہوں) کی ایک تقریر سے اقتباس

خدا تعالیٰ تو اپنی کامل اطاعت چاہتا ہے مثلاً اس کا کہنا ہے کہ ہر چیز کا مالک میں ہوں۔ اس لئے بڑی سے بڑی اور چھوٹی سے چھوٹی چیز کی بھی اگر تم ضرورت محسوس کرو تو پہلے میری طرف رجوع کرو اور پھر میری بتائی ہوئی تدبیر پر عمل کرو۔ تدبیر بھی اللہ تعالیٰ خود ہی بتاتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا یہ پہلو کہ وہ مالک ہے اور وہی دیالو ہے یعنی دینے والا ہے اور یہ حکم کہ کسی اَور کی طرف ہماری نگاہ نہ اٹھے اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی مرد یا کسی عورت کی جوتی کا ایک تسمہ بھی ٹوٹ جائے۔ ایک تسمہ جو بالکل چھوٹی سی چیز ہے اگر وہ بھی ٹوٹ جائے تو اس وقت اس کے دل میں یہ خیال پیدا نہیں ہونا چاہیئے کہ میری جیب میں پیسے ہیں اور دوکاندار کے شوکیس میں تسمہ پڑا ہے۔ مَیں خود جا کر اس سے خرید سکتا ہوں اور خرید لوں گا یہ خیال نہیں پیدا ہونا چاہیئے ورنہ اطاعت نہیں ہوگی حکم یہ ہے کہ اگر تمہیں دنیوی لحاظ سے بظاہر حقیر چیز کی بھی ضرورت پڑے تو اپنے خدا سے رجوع کرو اور تمہارے دل میں یہ خیال پیدا ہونا چاہیئے کہ یہ تسمہ بھی مجھے

سوائے اللہ کے اَور کوئی نہیں دے سکتا۔ اور یہ حقیقت ہے دنیا کی تاریخ کی آنکھ نے اس قسم کے سینکڑوں واقعات مشاہدہ کئے

باقی صہ ۵ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ **الفضل** ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ۔ پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ
مقامِ اشاعت: دار النصر غربی۔ ربوہ
قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۳۰ نبوت ۱۳۷۰ ہش ۳۰ نومبر ۱۹۹۱ء

دائمی توبہ کی توفیق

توبہ کے لئے نیک نیتی بھی اہم ہے لیکن شائد قوتِ ارادی بھی کچھ اہم نہیں ہے۔ بلکہ غور کیا جائے تو معلوم یہ ہوگا کہ قوت ارادی بھی اتنی ہی ضروری ہے جتنی کہ نیک نیتی۔ بلکہ یہ کہنا بھی درست ہے کہ نیک نیتی تو وقتی ثابت ہو سکتی ہے اور قوت ارادی مستقل اور دائمی۔ توبہ انسان کی سرشت میں داخل ہے اور سوائے اس کے کہ کسی کی فطرت مسخ ہو چکی ہو ہر شخص توبہ کی اہمیت کو سمجھتا بھی ہے اور توبہ کا عمل اپنی زندگی میں جاری بھی کرتا ہے۔ وہ گناہ کرتا ہے اور جانتا ہے کہ اسے توبہ کرنی چاہیئے اور پھر وہ توبہ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتا ہے کہ اس کے گناہ کو معاف کر دے۔

ہم نیک نیتی کے ساتھ توبہ کرتے ہیں لیکن پھر پھسل جاتے ہیں اور وہی غلطی دوبارہ کر بیٹھتے ہیں اور پھر توبہ کرتے ہیں لیکن انسانی فطرت کی کمزوری۔ یا خامی۔ پھر غلطی پر آمادہ کر لیتی ہے۔ اور اگرچہ اللہ تعالیٰ ہر غلطی کی نیک نیتی سے معافی مانگی ہوئی کو قبول تو کر لیتا ہے وہ یہ نہیں دیکھتا کہ یہ انسان پھر یہ گناہ کرے گا اس لئے اسے معاف کیوں کیا جائے۔ وہ حال کو حال ہی سے منسلک رکھتا ہے۔ لیکن یہ بھی تو سوچنے کی بات ہے کہ اگر بار بار کی غلطی معاف بھی ہوتی رہے تو انسان اپنے آپ میں کیسی ندامت محسوس کرتا ہے کہ وہ گناہ کو — یا غلطی کے ارتکاب کو — چھوڑ ہی نہیں سکتا۔ ایسا ہوتے رہنے سے وہ اندر سے ٹوٹ پھوٹ جاتا ہے۔

قوت ارادی کو مضبوط کرنے کی ضرورت کو کبھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا نفسیات کے ماہر بھی اس کے کئی طریق بتاتے ہیں ان میں سے ایک تو یہ ہے کہ انسان بار بار دل ہی دل میں یا زبان سے بھی یہ کہتا رہے کہ اب میں پہلے سے بہتر ہوں۔ اب میری قوتِ ارادی پہلے سے زیادہ مضبوط ہے۔ اب میں یہ بات نہیں کروں گا یا وہ بات نہیں کروں گا۔ اور ایسا کہتے رہنے سے اس کی قوتِ ارادی یقیناً مضبوط ہو گی اور جو کچھ اسے دوبارہ نہیں کرنا چاہیئے وہ نہیں کرے گا۔ لیکن اس سے بھی زیادہ مفید اور کارآمد طریق یہ ہے کہ جب انسان اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے۔ تو دائمی معافی مانگے۔ اپنی توبہ کے دائمی ہونے کے لئے دعا کرے حضرت امام جماعت ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں: "توبہ کی دعا کرتے وقت ہمیشہ یہ دعا کیا کریں کہ اے خدا ہم تیرے حضور جھکتے ہوئے عاجزانہ یہ عرض کرتے ہیں کہ ہمارے اس اخلاص کو عارضی نہ بنا دینا ان بدنصیبوں میں ہمیں شامل نہ کرنا جن کے وقتی اخلاص کے پیشِ نظر تو نے ان کی التجاؤں کو قبول فرما لیا لیکن جب مہلت دی تو وہ دوبارہ ویسے ہی کاموں میں پڑ گئے۔ اس لئے ہمیں ایسی سچی توبہ کی توفیق عطا فرما جو تیرے حضور دائمی ٹھہرے"۔

اے خدا تو ہمیں دائمی توبہ کی توفیق عطا فرما۔

بہو گر ساس کو سمجھے کہ ماں ہے
اور اُس کو ساس بیٹی ہی بنا لے
تو جنّت کی فضا ہو جائے طاری
ہر اک خواہش یہ ہوں خوشیوں کے ہالے
ابوالاقبال

مہ و ستارہ میں لالہ و گل میں رہ چکا ہے قیام میرا
رمِ زمانہ گزرتے لمحے تمام حسنِ خرام میرا

ریاضِ ہستی میں مثلِ گُل ہوں بکھیر ڈالا صبا نے مجھ کو
بجز شمیمِ محبت بیکراں نہیں انتقام میرا

ستارے تجھ سے کلام کرتے ہیں شب کی مخمور ساعتوں میں
وہ کیا خطا مجھ سے ہو گئی ہے کہ تو نہیں ہمکلام میرا

مری جبینِ نیاز ہے تیری کبریائی کے آستاں پر
تری عنایت کہ ہے دلِ کائنات میں احترام میرا

مصوّرِ زندگی کا دستِ جمیل جنبش میں ہے ابھی تک
کچھ اَور رنگِ نمود باقی ہے نقش ہے ناتمام میرا

شہادت اپنے وجود پر خونِ دوستاں سے تجھے خوش آئی
گزر گیا دوستی کے ہر امتحاں سے شوقِ تمام میرا

فروغِ رنگِ بہار مجھ سے بہار پر ہے نکھار مجھ سے
فضا کو رنگین کر گیا ہے لہو سے لبریز جام میرا

ابھی میانِ ہجومِ گُل تھا ابھی سرِ خاک رہگزر ہوں
ریاضِ ہستی میں ہے نسیمِ سحر کی صورت قیام میرا

جہانِ مُشتِ غبار تجھ سے مری رفاقت نہیں ہے ممکن
مآلِ مرگِ دوام تیرا، مآلِ عشقِ دوام میرا

سجودِ پیہم مقامِ نُوری جنونِ عشق امتیازِ خاکی
اگرچہ خاکی ہوں نُوریوں سے بلند تر ہے مقام میرا

سعید احمد اعجازؔ

سیدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:۔
"یاد رکھو دُعا ایک موت ہے اور جیسے موت کے وقت اضطراب اور بے قراری ہوتی ہے اسی طرح پر دُعا کے لئے بھی ویسا ہی اضطراب اور جوش ہونا ضروری ہے اس لئے دُعا کے واسطے پورا پورا اضطراب اور گدازش جب تک نہ ہو تو بات نہیں بنتی۔ پس چاہیئے کہ راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر نہایت تضرّع اور زاری و ابتہال کے ساتھ خدا تعالیٰ کے حضور اپنی مشکلات کو پیش کرے اور اس دُعا کو اس حد تک پہنچا دے کہ ایک موت کی سی صورت واقع ہو جائے اس وقت دُعا قبولیت کے درجہ تک پہنچتی ہے"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہماری تاریخ

سنہ ۱۹۴۷ء میں نور ہسپتال قادیان جماعت کے قبضہ سے نکل گیا۔ مکان اور فرسٹ ایڈ تک کا سامان بھی نہ رہا تھا۔ اس بے سروسامانی کے عالم میں میجر ڈاکٹر محمود احمد صاحب کچھ سامان اور ادویات فراہم کر کے درویشوں کی طبی خدمات بجا لاتے رہے۔

شروع ماہ جنوری سنہ ۱۹۴۸ء میں میجر صاحب پاکستان تشریف لے آئے۔ اور یہ اہم فریضہ کیپٹن ڈاکٹر بشیر احمد صاحب کے سپرد ہوا۔ جسے آپ خدمت خلق کی بہترین روح کے ساتھ قریباً ساڑھے سات برس تک نبھاتے رہے۔ ابتداء میں درویشوں کا طبی مرکز ڈاکٹر احسان علی صاحب والی دوکان میں قائم کیا گیا۔ ان دنوں درویشوں کی نقل و حرکت صرف احمدیہ محلہ تک محدود تھی۔ اور غیر مسلم بھی خال خال ہی احمدی علاقہ میں قدم رکھتے تھے۔

ڈاکٹر صاحب موصوف کو احمدیہ شفاخانہ کا چارج سنبھالے ابھی چند دن ہی گذرے تھے۔ کہ بائیکاٹ کا المناک سانحہ پیش آگیا۔ بائیکاٹ کے ایام میں آپ ایک مرتبہ چند دوستوں کے ہمراہ بہشتی مقبرہ دعا کے لئے تشریف لے گئے۔ وہاں موضع ننگل کی ایک بڑھیا آگئی اور کہا کہ تم لوگ نیک ہو۔ اس مقدس مزار پر کھڑے ہو۔ میرا داماد سخت بیمار ہے۔ اسکی شفا کے لئے دعا کرو۔ ڈاکٹر صاحب اور ان کے ساتھیوں نے کہا۔ مائی! ہم دعا بھی کریں گے لیکن تم اپنے داماد کو ہمارے ڈاکٹر کو دکھا کر دوا وغیرہ بھی دو۔ پکٹنگ کی مشکلات کے پیش نظر دوسرے دن اپنے داماد کو چارپائی پر اٹھا کر بہشتی مقبرہ کے گیٹ تک لے آئی۔ ڈاکٹر صاحب نے وہاں جا کر مریض کو دیکھا اور ایک درویش کے ذریعہ دوا بھجوا دی۔ دو تین روز بعد مریض کو افاقہ ہو گیا۔ اور بڑھیا پکٹنگ والوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے ڈاکٹر صاحب کی دوکان پر آگئی۔ اور دو تین روز بعد اس کا داماد دو تین اور مریضوں کو ساتھ لے کر آگیا۔ اور چند ہی روز بعد آس پاس کے مہاجر بھی آنا شروع ہو گئے۔ پندرہ روز کے اندر اندر مریضوں کی تعداد ۳۰، ۴۰ روزانہ تک پہنچ گئی۔ اس طرح پکٹنگ اور بائیکاٹ عملاً بالکل بیکار ہو کر رہ گیا۔ اور مریضوں کی آمد کے ساتھ ساتھ بعض غیر مسلم دودھ سبزی، و دیگر ضروریات زندگی پہنچنے کے لئے آنا بھی شروع ہو گئے۔

ڈاکٹر احسان علی صاحب کی دوکان فسادات کے بعد بالکل خالی تھی۔ اس وقت صرف ایک میز اور دو خالی الماریاں اور چند شیشیاں پڑی تھیں۔ جن میں بعض میں بچی ہوئی ادویات تھیں دو پرانے اور زنگ آلود چاقو اور دو ایک قینچی کے علاوہ کوئی دوسرا سامان نہ تھا۔ فرنیچر وغیرہ کا انتظام تو سٹور سے کر لیا گیا۔ ادویات اور دیگر سامان مہیا کرنا ناممکن نظر آرہا تھا۔ قرب و جوار کے مکانات میں سے جہاں سے بھی کوئی بوتل شیشی وغیرہ مہیا ہو سکی شفاخانہ میں جمع کر لی گئی۔ ان میں سے بعض میں کار آمد ادویات بھی مہیا ہو گئیں۔ اس اثنا میں گورنمنٹ کی طرف سے قریباً مبلغ یک صد روپیہ کی مالیت کی چند ادویات ریفیوجی فنڈ سے درویشوں کو دی گئیں۔ اس عطیہ کو شکریہ کے ساتھ قبول کیا گیا۔

غیر مسلم مریضوں کی حاضری روز بروز زیادہ ہوتی گئی۔ اور تمام دوائیں ختم ہو گئیں اس موقعہ پر ایک معزز سکھ دوست کے ذریعہ مبلغ ۸۰ روپیہ کی ادویات امرتسر سے منگوائی گئیں۔ اپریل۔ مئی سنہ ۱۹۴۸ء تک مریضوں کی تعداد ۹۰ سے ۱۰۰ تک روزانہ پہنچ گئی۔ شفاخانہ کے ذرائع آمد مسدود اور فنڈ محدود تھا۔ اسلئے فکر پیدا ہوئی کہ اتنے مریضوں کے اخراجات کیسے پورے ہو سکیں گے۔ چنانچہ ڈاکٹر صاحب نے انجمن سے اس بات کی اجازت لی کہ غیر مسلم ذی استطاعت مریضوں سے علاج کے معاوضہ میں آنہ دو آنہ وصول کرنے کی کوشش کی جائے۔ چنانچہ تھوڑے ہی عرصہ میں سو ڈیڑھ سو روپیہ جمع ہو گیا۔ جس سے مزید ادویہ اور سامان خرید لیا گیا۔ اور اس طرح عوام کے علاج میں سہولت پیدا ہو گئی۔

ڈاکٹر صاحب اور دوسرے درویش اپنے علاقہ سے باہر نہ جا سکتے تھے۔ جوں جوں مریض زیادہ آتے گئے۔ ان میں سے بعض کو دیکھنے کے لئے ان کے گھروں میں جانا پڑتا اور اسکے لئے خاص اہتمام کرنا پڑتا۔ پہلے تو آپ چند درویشوں کی معیت میں جایا کرتے تھے۔ لیکن آہستہ آہستہ خطرہ دور ہوتا گیا اور پھر ڈاکٹر صاحب نے اکیلے ہی جانا شروع کیا۔ اس طرح قریبی گاؤں میں جانے کے لئے بغیر ٹانگہ اور تین چار ہمراہیوں کے جانا خطرہ سے خالی نہ تھا یہ خطرہ بھی پھر رفتہ رفتہ دور ہو گیا۔ اور آپ تنہا ہی سب طرف مریض دیکھنے نکل کھڑے ہوتے۔ اور کچھ عرصہ بعد تو خدا کے فضل سے ہر جگہ دن ہو یا رات جانے میں کوئی رکاوٹ نہ رہ گئی۔

مئی سنہ ۱۹۴۸ء کے بعد شفاخانہ کی ساتھ والی دوکان شامل کر کے اسکی توسیع عمل میں آئی۔ لیکن چند روز بعد جب یہ جگہ بھی ناکافی ثابت ہوئی۔ تو حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب (اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے) دارالامکان خالی کروا لیا گیا۔ اسکی نچلی منزل میں دفتر کنسلٹیشن، ڈریسنگ، ڈسپنسنگ، اپریشن روم کے لئے علیحدہ علیحدہ کمرے بنا لئے گئے۔ بالائی منزل میں دو کمرے درویشوں کے لئے مخصوص کیا گیا۔ اور باقی حصہ میں دو ڈسپنسر اور ایک مددگار کی رہائش کا انتظام کر دیا گیا۔

شفاخانہ میں جو آمد متمول مریضوں سے ہوتی تھی۔ اس سے شفاخانہ کے لئے سامان و ادویات خرید کر لی جاتیں اور خدا کے فضل سے ایک سال کے عرصہ میں عام استعمال کی ادویات و سامان شفاخانہ میں فراہم ہو گیا۔ اور سوائے ابتدائی ۸۰ روپیہ کے شفاخانہ کو نہ مزید کسی سے امداد کی ضرورت پڑی نہ صدر انجمن احمدیہ کے خزانہ پر کوئی بوجھ ڈالا گیا۔ جوں جوں اردگرد کے علاقہ میں شفاخانہ کی شہرت پھیلتی گئی۔ مریض بھی بکثرت آنے لگے۔ بعض غیر مسلم دور دور سے محض اس غرض سے آتے تھے کہ قادیان میں لوگوں کو کچھ کہ آئیں گے اور دوا وغیرہ بھی لیتے آئیں گے۔ اور پھر تو خدا کے فضل سے آہستہ آہستہ ایسی شہرت حاصل ہوئی کہ تمام ضلع گورداسپور کی مختلف جگہوں بلکہ ضلع امرتسر ہی سے نہیں شہر امرتسر سے بھی مریض آنے لگے۔

پہلے سال شفاخانہ نے کوئی غیر مسلم ان ڈور میں نہیں رکھا کیونکہ خطرہ تھا کہ کوئی حادثہ نہ ہو جائے۔ لیکن دوسرے سال شفاخانہ کے سامنے والا مکان جس میں دو چھوٹے چھوٹے کمرے تھے خالی کرا لیا گیا۔

سال سنہ ۱۹۴۸ء میں آؤٹ ڈور مریضوں کی کل تعداد ۳۱۲۴۶ تھی۔ جو سال سنہ ۱۹۴۹ء میں ۳۴۹۲۵ تک پہنچ گئی۔ اس سال ان ڈور میں ۲۳۱ مریض تھے جن میں کثیر تعداد غیر مسلموں کی تھی۔ سال سنہ ۱۹۵۰ء میں ۴۱۷۹۰ مریضوں کا علاج آؤٹ ڈور اور ۲۰۰ مریضوں کا علاج ان ڈور کیا گیا۔ سنہ ۱۹۵۱ء کے اکتوبر تک کل تعداد آؤٹ ڈور کے مریضوں کی تعداد ۲۸۶۰۱ اور ان ڈور کی ۲۰۰ تھی۔

احمدیہ شفاخانہ کے قیام کے وقت ڈاکٹر صاحب کے پاس دو صاحب بطور ڈسپنسر کام کرتے تھے دو تین ماہ بعد ایک صاحب پاکستان چلے گئے۔ چونکہ کام زیادہ تھا۔ اس لئے دو درویش احباب کو ڈسپنسنگ کی ٹریننگ کے لئے شفاخانہ میں رکھ لیا گیا۔ ان میں سے ایک محمد احمد صاحب مالاباری اور دوسرے مبارک علی صاحب واقف زندگی تھے۔

مبارک علی صاحب تھوڑے سے ہی عرصہ میں پوری ٹریننگ حاصل کر کے تسلی بخش کام کرنے لگے۔ اور قریباً دس ماہ کام کرنے کے بعد مولوی فاضل کلاس میں داخل ہو کر یہ کام چھوڑ دیا۔ ان کی جگہ ایک اور درویش مکرم ملک بشیر احمد صاحب ناصر کو کام پر لگایا جو بہت جلد کام سیکھ کر شفاخانہ کے لئے مفید وجود ثابت ہوئے مکرم غلام ربانی صاحب، مکرم ملک بشیر احمد صاحب اور مکرم محمد احمد صاحب مالاباری کو بطور ڈسپنسر کام کرنے کا موقعہ ملا کیونکہ قادیان میں کوئی لیبارٹری نہ تھی اور پیشاب، پاخانہ، خون، بلغم، وغیرہ ٹسٹ کروانے کے لئے مریض کو امرتسر بھجوانا پڑتا تھا۔ اسلئے سنہ ۱۹۵۱ء کے شروع میں ایک مائیکروسکوپ اور لیبارٹری کا ضروری سامان خرید کر چھوٹے پیمانے پر لیبارٹری کا کام بھی شروع کر دیا گیا۔ اسکے بعد ۱۹۵۱ء میں مستورات کی مخصوص امراض کے علاج کے لئے ایک نرس کی خدمات بھی حاصل کر لی گئیں۔

(سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے) یہ شفاخانہ جس کی بنیاد میجر ڈاکٹر محمود صاحب کے ہاتھوں پڑی اور جس کو ترقی دینے میں کیپٹن بشیر احمد صاحب نے ساڑھے سات سال محنت شاقہ سے کام لیا تھا۔ اب تک نہایت کامیابی سے چل رہا ہے۔ اور خدمت خلق میں مصروف عمل ہے

حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

" اپنے خاندانی تعلقات کو بہتر کریں۔ اپنے روزمرہ کے تعلقات میں سوچیں کہ صلہ رحمی کو کتنی اہمیت حاصل ہے ... وہ راہیں کون سی تھیں جن راہوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے خدا کو پایا۔ ان میں سے ایک راہ صلہ رحمی کی راہ تھی۔ اپنے خاندانی تعلقات کو درست کیا اور کوئی رشتے دار آپ کا انگلی نہیں اٹھا سکتا تھا کہ کبھی بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے اسکو کسی قسم کی جائز تکلیف پہنچی ہو۔"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شذرات

تعلیمی اداروں میں داخلہ

ڈانش۔ او۔ جبار صاحب کراچی نے ڈان کے ذریعے ایک اہم بات کی طرف حکومت پاکستان یا یوں کہیے کہ محکمہ تعلیم کو توجہ دلائی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اب صرف چند ہفتوں کی بات ہے کہ ہیلتھ ایجوکیشن پالیسی کا اعلان کر دیا جائے گا اور امید کی جاتی ہے یہ پالیسی گذشتہ سالوں کی پالیسی سے کئی رنگ میں مختلف ہو گی۔ اس پالیسی کا مقصد یہ ہو گا کہ ہم اگلی نسلوں کو بہترین ڈاکٹر فراہم کریں۔ لیکن پاکستان کی ہیلتھ ایجوکیشن پالیسی کے متعلق یہی کہا جا سکتا ہے کہ وہ اب بھی بہت قدامت پسندانہ ہے۔ امریکہ میں ایک امتحان لیا جاتا ہے جسے سکالسٹک ایپٹی چیوڈ ٹسٹ (ایس۔ اے۔ ٹی) کہتے ہیں۔ اور میڈیکل کالج ایپٹی چیوڈ ٹسٹ (ایم۔ سی۔ اے۔ ٹی) تاکہ وہ یہ معلوم کر سکیں کہ اچھے طالب علم کون ثابت ہوں گے اور برے کون۔ پاکستان میں انٹرمیڈیٹ کے امتحان ہی کو معیار سمجھا جاتا ہے اور یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ یہاں امتحانات کے دوران بہت سی فریب دہی سے کام لیا جاتا ہے۔ یہ فریب دہی اس انتہا کو پہنچی ہوئی ہے کہ انسان حیران رہ جاتا ہے۔ جبار صاحب کہتے ہیں کہ ان حالات کے پیش نظر میں درج ذیل طریق کار تجویز کرنا چاہتا ہوں۔ داخلے کے لئے سی گریڈ سے لے کر اوپر کے تمام طلباء کا ٹسٹ لیا جانا چاہیئے تاکہ ان کی حقیقی قابلیت کا پتہ لگایا جا سکے اس قسم کے ٹسٹ موجودہ وقت میں آغا خان یونیورسٹی میں لئے جاتے ہیں اور اسی طرح کراچی میڈیکل اور ڈینٹل کالج میں بھی اس قسم کے ٹسٹ لئے جانے کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ یہ کالج نہ صرف ہائر سیکنڈری سرٹیفکیٹ میں حاصل کردہ نمبروں کا خیال رکھتے ہیں بلکہ اس ٹسٹ کا بھی جو ان کی اپنی نگرانی میں لئے جاتے ہیں اور جن سے صحیح طور پر پتہ چلتا ہے کہ طالب علم کی ذہنی استعداد کیا ہے۔ چاہیئے کہ طلباء کو داخلہ اسی ٹسٹ میں حاصل کئے گئے۔ نمبروں کی بنیاد پر دیا جائے۔ جو طالب علم اس ٹسٹ میں کامیاب ہوں ان سے انٹرویو بھی کیا جانا چاہیئے تاکہ ان کی نفسیاتی استعداد کے متعلق یہ جانا جا سکے کہ اسے کس حد تک ضرورت کے مطابق ڈھالا جا سکتا ہے۔ جبار صاحب کا کہنا ہے کہ جیسا کہ آپ جانتے ہیں ڈاکٹر کی بڑی حیثیت ہوتی ہے۔ وہ لوگوں کو زندگی کی روشنی دکھاتے ہیں اور ناامیدی کے اندھیروں میں خوشیاں بانٹتے ہیں، کیا آپ چاہیں گے کہ کسی فریبی کو ایسا اعلیٰ مقام دے دیا جائے ان کا کہنا ہے کہ میری یہ اپیل صرف منسٹری آف ہیلتھ سے نہیں ہے بلکہ تمام بڑے بڑے تعلیمی اداروں سے بھی ہے کہ وہ اس قسم کے ٹسٹ لیا کریں تاکہ انہیں معلوم ہو کہ ٹسٹ میں بیٹھنے والے طلباء میں سے کون کون سے طالب علم زیادہ بہتر ہیں اور داخلے کے مستحق ہیں۔

دواؤں کی بہتات

بیمار انسان کو کیا کرنا چاہیئے؟ اس کا سیدھا سادھا جواب تو یہ ہے کہ اسے ڈاکٹر سے مشورہ کرنا چاہیئے۔ اس کے علاوہ وہ کیا کر سکتا ہے۔ البتہ اسے یہ مشورہ بھی ضرور دیا جانا چاہیئے کہ وہ صرف کسی ایسے شخص کے پاس جائے جو صحیح معنوں میں ڈاکٹر ہو۔ یونہی اپنی طرف سے ٹوٹکے سیکھ کر یا سن کر ڈاکٹر نہ بن گیا ہو۔ یعنی کسی کوالیفائڈ ڈاکٹر کے پاس جانا چاہیئے۔ اور اس سے بھی زیادہ بہتر یہ بات ہے کہ کسی زیادہ تجربہ کار ڈاکٹر کے پاس جانا چاہیئے۔ کیونکہ جیسا کہ عام طور پر دیکھا گیا ہے محض ڈاکٹری کا علم کافی نہیں تجربے کی بہت بڑی ضرورت ہے۔ لیکن اب ایک مشکل جو سامنے آ رہی ہے وہ یہ ہے کہ بعض ڈاکٹر یہ چاہتے ہیں کہ مریض بہت جلد اچھا ہو جائے اور اس وجہ سے وہ اسے ضرورت سے زیادہ دوائیں تجویز کر دیتے ہیں۔ ان میں سے بعض دوائیں ایسی بھی ہوتی ہیں جنکے کچھ اور اثرات مرتب ہونے لگتے ہیں۔ گویا کہ بیماری سے کچھ آرام آیا اور کچھ مرض میں اضافہ ہوا یا مرض میں تبدیلی ہوئی پھر علاج جاری ہوا اور پھر زیادہ دوائیں دے دی گئیں۔ تو پھر کچھ علامات ختم ہو گئیں اور کچھ نئی علامات سامنے آ گئیں۔ اس طرح کے واقعات اب دنیا میں عام ہونے لگے ہیں۔ چنانچہ اب یہ کہا جاتا ہے کہ ڈاکٹر صاحبان کا یہ کام ہے کہ وہ کم سے کم دوا تجویز کریں اور صرف وہی جو ان علامات کو دور کرنے کے لئے کافی ہوں۔ بے شک آرام آنے میں کچھ دیر لگ جائے۔ لیکن علاج تو درست ہو اور مکمل ہو اگر زیادہ دواؤں سے جلد صحت یاب ہونے کی خواہش کی جاتی ہے۔ تو اس کے ساتھ یہ بھی دیکھنے والی بات ہے کہ اسکے دیگر اثرات مریض پر کس کس طرح مترتب ہوتے ہیں۔ بعض واقعات اخبارات میں شائع کئے جا رہے ہیں جن میں اسی بات کا رونا رویا جاتا ہے کہ ڈاکٹر اچھا بھی تھا تجربہ کار بھی لیکن اس خواہش نے کہ مریض کو جلد آرام آ جائے ضرورت سے زیادہ دوائیں تجویز کر دی گئیں اور مریض کو صحیح معنوں میں آرام بھی نہ آیا بلکہ بعض اور عوارض بھی لاحق ہو گئے۔ ہم اس سلسلے میں کیا کہہ سکتے ہیں؟۔

آپ کا خط ملا

مکرم میجر عبدالقادر صاحب ناظر دیوان صدر انجمن احمدیہ لاہور سے لکھتے ہیں:۔

خاکسار عارضہ قلب میں مبتلا ہونے کے بعد سے اپنے بیٹے عزیزم کرنل عبدالباسط خاں کے ہاں لاہور چھاؤنی میں مقیم ہے پنجاب انسٹی ٹیوٹ آف کارڈیولوجی کے ڈاکٹر صاحبان کے لئے زیر علاج ہے۔ طبیعت پہلے سے بہت بہتر ہے۔ مگر ڈاکٹر صاحبان نے ابھی زیادہ چلنے پھرنے سے منع فرمایا ہے۔ اور صرف ہلکی سیر کی اجازت دی ہے۔ مزید چار ہفتے کے بعد دسمبر کے دوسرے ہفتہ میں دوبارہ دکھانے کے لئے کہا ہے، اللہ تعالیٰ افضل فرمائے اور جلد کام کرنے والی صحت بحال فرمائے۔

خاکسار کی اہلیہ کے پتہ میں پتھریاں تھیں جو آپریشن کے ذریعہ ۳ر نومبر کو نکال دی گئی تھیں۔ مگر ابھی زخم صحیح طور پر مندمل نہیں ہوا۔ اللہ تعالیٰ فضل فرمائے اور ہر قسم کی پیچیدگی سے محفوظ رکھے۔

مکرم معتمد صاحب مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان لکھتے ہیں کہ:۔

عرض ہے کہ عاجز کی طرف سے ۱۷ر نومبر ۹۱ء کے "الفضل" میں صفحہ اول پر خدام الاحمدیہ پاکستان کے مقابلہ بین الاضلاع کے نتیجہ کا اعلان شائع ہوا ہے غالباً سہو کتابت کی بنا پر ہیڈنگ میں سن غلط لکھا گیا ہے۔ درست سن ۹۱-۱۹۹۰ء ہے۔

اسی طرح اعلان کی پہلی سطر میں "امسال" کا لفظ لکھا گیا ہے۔ وہاں پر سال ۹۱-۱۹۹۰ء ہونا چاہیئے۔

براہ مہربانی ان دونوں اغلاط کی تصحیح شائع فرما کر ممنون فرمائیں۔

اخبارات سے

افہام و تفہیم کی ضرورت

مسلح افواج کے سابق سربراہ ریٹائرڈ جنرل مرزا اسلم بیگ نے لاہور میں ایک سیمینار کے دوران سوالات کے جوابات دیتے ہوئے کہا کہ اب بھی وہی کچھ ہو رہا ہے جس کی وجہ سے بے نظیر حکومت کی چھٹی ہوئی تھی سیاست دانوں کو چاہیئے کہ وہ محاذ آرائی کی بجائے مل بیٹھیں اور مسائل کے حل کے لئے مشترکہ لائحہ عمل مرتب کریں۔ مرزا اسلم بیگ بری افواج کے سربراہ کی حیثیت میں بھی ملک کے سیاست دانوں کو بھی مشورہ دیتے رہے ہیں انہوں نے محاذ آرائی اور تصادم کی سیاست کی بھی مخالفت کی۔ چونکہ سانحہ بہاولپور کے بعد انہوں نے ملک میں جمہوریت کے قیام و استحکام میں عملی کردار ادا کیا اور غیر جمہوری قوتوں کا راستہ روک دیا تھا اس لئے ان کی خواہش یہ رہی کہ جمہوریت کو استحکام حاصل ہو لیکن آئی جے آئی اور پی پی پی کے درمیان کشمکش میں کمی نہ آئی یہ صورتحال آج بھی جاری ہے بلکہ محاذ آرائی پہلے سے زیادہ شدید اور خطرناک صورت اختیار کر گئی ہے۔ کوآپریٹو اداروں کے بحران اور بعض دوسرے سکینڈلوں نے حکومت کی نیک نامی کو متاثر کیا ہے عوام کے مسائل گھمبیر ہوتے جا رہے ہیں۔ ہر طرف بد عنوانیوں کا زور ہے۔ امن و امان اور عوام کے جان و مال کے تحفظ کا مسئلہ سنگین صورت اختیار کرتا جا رہا ہے لیکن حکومت اور اپوزیشن کے درمیان مفاہمت کی کوئی شکل پیدا نہیں ہو پا رہی اس صورتحال کا نتیجہ کبھی خوش کن نہیں ہو سکتا۔ اپوزیشن وزیر اعظم کی برطرفی کا مطالبہ کر رہی ہے اور صدر سے ملاقات کے پروگرام کی منسوخی کے بعد صورتحال مزید مخدوش ہو گئی ہے۔ افہام و تفہیم کے امکانات ختم ہو گئے تو کوئی ناخوشگوار واقع رونما ہو سکتا ہے۔ جس سے جمہوریت کو نقصان پہنچے گا۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ سیاستدان خواہ ان کا تعلق حکومت سے ہے یا اپوزیشن سے مفاہمت کی راہ اختیار کریں صرف اسی طرح جمہوریت کو پنپنے کا موقع مل سکتا ہے۔

(روزنامہ جنگ لاہور ۱۵ر نومبر ۹۱ء)

> اپنے ایمانوں کو بڑھاؤ۔ اپنے تفرقے دور کرو اور ذکرِ الٰہی کثرت سے کرو۔
> (حضرت فضلِ عمر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایم۔ وائی۔ تبسم

بے روزگار نوجوانوں کیلئے سرمایہ فراہم کرنیوالا ادارہ

مسٹر اشرف ایم خان مینیجنگ ڈائریکٹر یوتھ انویسٹمنٹ پروموشن سوسائٹی سے انٹرویو

س.... خان صاحب! سرمایہ کاری کے بہت سے دوسرے مالیاتی اداروں کی موجودگی میں یوتھ انویسٹمنٹ پروموشن سوسائٹی کے قیام کی ضرورت کیوں محسوس کی گئی؟ اس خیال کا محرک کیا ہو سکتا ہے؟

ج.... ملک میں بڑھتی ہوئی بے روزگاری اور اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والے بے شمار معاشرتی مسائل اور پیچیدگیوں نے ہی میرا خیال ہے کہ اس ادارے کی تخلیق کو بنیاد فراہم کی۔ اس ادارے کی ضرورت کو سابق وزیر اعظم محمد خان جونیجو کے دور میں محسوس کیا گیا۔ یہ ادارہ انہی دنوں میں قائم ہوا تھا۔ بعد کی حکومتوں کی پالیسیاں بھی اس کی راہ میں مزاحم نہ ہوئیں اور اب موجودہ حکومت بھی اس ادارے کی ترقی اور بہتر کارکردگی کے لئے نہایت پُرعزم ہے اس ادارے کا بنیادی اور اہم ترین مقصد بے روزگاری کا خاتمہ ہے یعنی مطلب یہ کہ ایسے افراد جن کے پاس کوئی ذریعہ معاش نہیں۔ یہ ادارہ انہیں حصول روزگار کے لئے سرمایہ فراہم کرتا ہے تاکہ وہ معاشرے میں باعزت طریقے سے ضروریات زندگی حاصل کر سکیں۔ اس کے لئے شرط یہ ہے کہ درخواست دہندہ کی عمر اٹھارہ سے تیس سال تک ہو، وہ کہیں کام نہ کرتا ہو۔ طالب علم نہ ہو اور کاروبار کرنے کی خواہش رکھتا ہو۔ میری رائے ہے کہ خود انحصاری اور خود کفالتی کے اہداف حاصل کرنے کے لئے یہ ادارہ بنیادی اہمیت کا سبب اور ملکی استحکام کے لئے ایک اہم ذریعہ ثابت ہوگا۔ ہم نہایت مستعدی سے اس کی کارکردگی میں اضافے اور دائرہ کار میں وسعت پیدا کرنے کے لئے سرگرم عمل ہیں۔ ادارے کا ہیڈ آفس اسلام آباد میں ہے اور اس حقیقت کے باوجود کے اس کے قیام کو زیادہ عرصہ نہیں ہوا لاہور، کراچی، ملتان، کوئٹہ، کشمیر میں میرپور اور راولاکوٹ، شمالی علاقہ میں گلگت اندرون سندھ، خیرپور اور لاڑکانہ میں اس کی شاخیں قائم کر دی گئی ہیں اور سب کی کارکردگی اطمینان بخش اور حوصلہ افزا ہے۔ اس تلخ حقیقت سے گو انکار نہیں کہ سرمایہ کاری کے متعدد کوآپریٹو اداروں میں بدعنوانیوں کی وجہ سے عوام کے اعتماد کو شدید دھچکا لگا ہے اور اقتصادیات پہ منفی اثرات مرتب ہو سکتے ہیں۔ عوام کے اعتماد کو بحال کرنے کے لئے موجودہ حکومت کو جلد اور موثر اقدامات کرنے چاہئیں اور مالیاتی اداروں کے سربراہوں کا بھی فرض بنتا ہے کہ وہ انتہائی خلوص، دیانت داری اور مستعدی سے اقتصادی شعبہ کو سنبھالا دیں اور حکومتی پالیسیوں کو کامیاب بنائیں۔ بہرحال یپس کے متعلق تو عوام کے ذہنوں میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں ہونا چاہئے کیونکہ یہ ادارہ اپنے گاہک کو پیسے دیتا ہے اس سے پیسے لیتا نہیں۔ اس کے بارے میں MISLEAD ہونے کی کوئی گنجائش نہیں تاہم میں بورڈ کی میٹنگ میں متوقع خدشات کا ذکر ضرور کروں گا کیونکہ کوآپریٹو کے حالیہ سکینڈل سے مالیاتی اداروں کی ساکھ تو بہرحال متاثر ہوئی ہے۔

س.... کیا آپ اس طریقہ کار سے مطمئن ہیں کہ قرضہ منظور ایک ادارہ کرتا ہے اور ادائیگی دوسرا؟

ج.... دراصل ابتداء میں اس ادارے کا دائرہ کار متعین نہیں تھا۔ اسے FINANCIAL INSTITUTION کا STATUS نہیں دیا گیا تھا جنہیں کہ ہم DFIs کہتے ہیں۔ یہ ادارے ملک میں پہلے ہی کافی تعداد میں موجود ہیں۔ مثلاً NDFC SBFC فیڈرل بینک آف کوآپریٹوز IDBP اور PICIC جیسے بڑے ادارے موجود ہیں۔ اس کے باوجود یہ محسوس کیا گیا کہ ایک ادارہ قائم کیا جائے جسے نوجوان اپنا ادارہ تصور کریں۔ اسی مقصد کی غرض سے اس ادارہ کا نام ادارہ سرمایہ کاری برائے نوجوانان۔ YOUTH INVESTMENT PROMOTION SOCIETY تجویز کیا گیا اور طریقہ کار یہ وضع کیا گیا کہ قرضے منظور ایک ٹیم کرے جس کا سربراہ MANAGING DIRECTOR ہو اور اس کارروائی میں اس کے رفقاء میں NDFC SBFC اور فیڈرل بینک کے ڈائریکٹر شامل ہوں۔ ابھی تک یہ ہی سسٹم چل رہا ہے ہماری چار افراد پر مشتمل ٹیم قرضہ منظور کرتی ہے اور ادائیگی کے لئے فائل دوسرے اداروں کو بھیج دی جاتی ہے۔ وہاں سے چیک جاری ہو جاتا ہے۔ یہاں یہ ذکر بے محل نہ ہوگا کہ گزشتہ دنوں پارلیمانی امور اور یوتھ افیئرز کے وزیر چودھری امیر حسین صاحب نے ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے یقین دلایا کہ مستقبل میں اس ادارہ کو قرضہ منظور کرنے کے علاوہ چیک جاری کرنے اور RECOVERY کے اختیارات بھی تفویض کر دیئے جائیں گے۔ عنقریب یہ تجاویز کیبنٹ میں پیش ہوں گی۔ پھر امید ہے کہ حکومت مثبت اقدام کرے گی اس طرح طریقہ کار آسان ہو جائے گا۔ ہمارے افسران میں اتنی علمی قابلیت اور تجربہ موجود ہے کہ وہ باآسانی کسی بھی پالیسی پہ کامیابی سے عملدرآمد کر سکتے ہیں اور اپنے فرائض خوش اسلوبی سے انجام دے سکتے ہیں۔

س.... ایک درخواست دہندہ کو درخواست دینے اور قرضے کی رقم وصول کرنے تک ایک طویل صبر آزما بلکہ حوصلہ شکن مرحلوں سے گزرنا پڑتا ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

ج.... دراصل یہ کیسز NDFC سے متعلق ہوتے ہیں۔ پارٹنرشپ کے بارے میں ایک لاکھ یا دو لاکھ سے دس لاکھ کی مالیت تک کی درخواستیں ہوتی ہیں اکثر مرتبہ یہ ہوتا ہے کہ فارم ہی صحیح پُر کئے ہوئے نہیں ہوتے۔ ان فارموں کو درست کروایا جاتا ہے۔ دس لاکھ کی رقم کافی زیادہ ہے۔ اس کے لئے پوری تفصیلات حاصل کرنی ہوتی ہیں۔ ضمانتوں کی مالی حیثیت اور سماجی حیثیت چیک کرنی ہوتی ہے۔ کاغذات کی تکمیل کے بعد کمیٹی قرضے کی منظوری دیتی ہے۔ پھر NDFC دوسرے مالیاتی اداروں کی طرح کی شاخیں ملک بھر میں وسیع پیمانے پر پھیلی ہوئی نہیں ہیں اس وجہ سے یہ ساری کارروائی وقت طلب تو ہے ہی اس لئے بعض کیسز میں یقیناً دیر بھی لگ جاتی ہوگی جس طرح کہ میں نے اوپر عرض کیا ہے اگر نیا سسٹم رائج ہو جائے اور ہمیں اختیارات قرضہ جاری کرنے کے حاصل ہو جائیں۔ تو پھر یہ تاخیر کی شکایت ختم ہو جائے گی۔ اس کے علاوہ حال ہی میں وہ فنانشل انسٹیٹیوشن جو ہمارے ساتھ پارٹیسپیٹ کرتے ہیں ان کے ساتھ ہمارا ایک مشترکہ اجلاس ہوا تھا اور ہم نے اس شکایت کا نوٹس لیا تھا۔ آئندہ انشاء اللہ ہم اس سسٹم میں رہ کر بھی غیر ضروری تاخیر پر قابو پا لیں گے۔

س.... سنا ہے حکومت نے اب قرضے کی رقم بڑھا دی ہے؟

ج.... جی پہلے تو پانچ لاکھ کی حد تھی۔ اب قرضے کی رقم پانچ لاکھ سے بڑھا کر دس لاکھ کر دی گئی ہے۔ پہلے ایک فرد کے لئے پچاس ہزار روپے تک مخصوص کئے گئے تھے۔ اب یہ رقم بڑھا کر ایک لاکھ کر دی گئی ہے۔ اس طرح فنڈز میں بھی اضافہ کر دیا گیا ہے سمال بزنس مین کو آپریشن کو جو ہدف دیا گیا تھا۔ پچھلے سال وہ بلیس کروڑ تھا۔ اس مرتبہ بیالیس کروڑ سے اوپر ہے۔ اس طرح NDFC کو جو سرمایہ فراہم کیا گیا ہے۔ وہ پندرہ کروڑ ہے۔ لہٰذا یہ تو کہا جا سکتا ہے کہ سرمایہ کافی موجود ہے اور اپنے وسائل کو مدنظر رکھتے ہوئے حکومت نے تواتر کے ساتھ اس میں اضافہ کر دیا ہے۔ ہمیں اُمید ہے کہ عوام اس سہولت سے استفادہ کریں گے اور ملک و قوم کے لئے زیادہ سے زیادہ ترقی کے لئے مواقع پیدا ہوں گے۔

(روزنامہ پاکستان ۱۸ نومبر ۱۹۹۱ء)

بقیہ: صـ۱ سے آگے

کہ ایک شخص تسمہ لینے کے لئے گھر سے روانہ ہوا اور راستے میں اس کی جان نکل گئی۔ وہ دکان تک نہیں پہنچ سکا۔ یا دکان سے تسمہ تو لے لیا لیکن واپس گھر آتے ہوئے خدا تعالیٰ نے اس کی روح قبض کر لی اور وہ اس تسمہ کے استعمال کے قابل ہی نہیں ہو سکا۔ پس قادر اور مالک اور اپنے قادرانہ تصرف کے ساتھ اس دنیا پر حکومت کرنے والی ذات صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ ہمیں جو اس کے خلاف نظر آتا ہے جیسا کہ میں نے شروع میں کہا کہ شیطانی طاقتیں ابھریں اور انہوں نے دین حق کو مٹانا چاہا یہ اس لئے نہیں کہ خدا انہیں روک نہیں سکتا تھا بلکہ اس لئے کہ خدا چاہتا تھا کہ انہیں اجازت دے اور پھر اپنے قادرانہ تصرف کے معجزات دنیا کو دکھائے اور اپنے ساتھ تعلق رکھنے والوں اور پیار کرنے والوں .... پر اپنی محبت اور پیار اور اپنی رضا کا اس طرح اظہار کرے کہ دنیا حیران رہ جائے ...

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اگر تم واقعہ میں اللہ کی اطاعت ... میں تقویٰ کی راہوں کو اختیار کرو گے تو ہم تمہیں یہ بشارت دیتے ہیں کہ تم میں جو بشری کمزوریاں ہیں ان کے بد اثرات سے ہم تمہیں محفوظ رکھیں گے اور اللہ تعالیٰ آسمان سے فرشتوں کو نازل کرے گا جو تمہارے دلوں اور تمہارے خیالات کی اصلاح کریں گے"۔

(جلسہ سالانہ ۱۹۷۲ء کے موقعہ پر احمدی مستورات سے خطاب)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یادِ رفتگان

مکرم خواجہ جلال الدین صاحب

خواجہ قمر الدین - ڈنمارک

میرے والد محترم خواجہ جلال الدین صاحب (اللہ تعالیٰ اُن کے درجات بلند فرمائے) ۱۶ اگست ۱۹۲۱ء کو قادیان میں حضرت بانیٔ سلسلہ کے ۳۱۳ رفقاء میں سے ایک حضرت میاں عبدالستار صاحب کے گھر اللہ تعالیٰ کے خاص فضل کے نتیجہ میں پیدا ہوئے تھے۔ ابا جان اپنی پیدائش کے بارے میں یوں بتایا کرتے تھے کہ ان کے والد صاحب حضرت میاں عبدالستار کی پہلی بیویوں میں سے صرف لڑکیاں ہی تھیں آپ دوالمیال کے رہنے والے تھے لیکن حضرت بانیٔ سلسلہ کے رفیقوں میں شامل ہونے کے بعد قادیان آباد ہو گئے تھے ایک دفعہ جب ان کی عمر ۶۸ برس کے قریب تھی آپ اپنے گاؤں دوالمیال گئے۔ وہاں پر ان کا ایک سکھ دوست رہتا تھا آپ نے اس کو کسی کام کی مدد کے لئے کہا تو سکھ دوست نے جس کو کہ اس بات کا علم تھا کہ آپ کا کوئی لڑکا نہیں ہے آپ کو طنزاً کہا کہ اے مرزا (حضرت بانیٔ سلسلہ) کے ماننے والے! اپنے کسی لڑکے سے کیوں مدد نہیں مانگتے؟ آپ کو اس بات کا سخت دکھ ہُوا۔ آپ قادیان واپس پہنچے۔ یاد رہے کہ ان دنوں آپ بیت الاقصیٰ (قادیان) کے امام تھے آپ نے گھر واپس آکر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ اللہ تعالیٰ ان کو لڑکا عطا فرمائے اور یہ بات اس سکھ پر حجت ہو۔ اُسی دن شام کے وقت جب آپ بیت الاقصیٰ میں مغرب کی نماز پڑھا کر اُٹھے تو ایک شخص میاں مولا بخش جو کہ دھرم کوٹ کا رہنے والا تھا آپ کی طرف لپکا اور کہا کہ میں میاں عبدالستار سے ملنا چاہتا ہوں آپ نے کہا کہ وہ میں ہی ہوں۔ فرمائیے! آپ کو کیا کام ہے؟ انہوں نے کہا کہ میں اپنی لڑکی کی شادی آپ سے کرنا چاہتا ہوں۔ اس طرح آپ کی شادی ان کی بیٹی عائشہ بی بی سے ہوئی۔ ایک سال کے بعد ہمارے والد محترم خواجہ جلال الدین صاحب کی پیدائش ہوئی۔ اس کے بعد ایک بیٹی کی اور پھر ہمارے چچا صاحب کی پیدائش ہوئی۔ جب والد صاحب دس برس کے ہوئے تو ہمارے دادا صاحب ہمارے والد صاحب اور چچا کو ساتھ لے کر اسی گاؤں گئے اور اسی سکھ سے ملے اور اُسے کہا کہ تم تو حضرت بانیٔ سلسلہ کو ماننے والوں سے مذاق کرتے تھے یہ دیکھ اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے مجھے دو لڑکے عطا فرمائے ہیں۔"

ہمارے والد صاحب نے ابتدائی تعلیم قادیان کے احمدیہ سکول میں حاصل کی۔ ۱۹ اگست ۱۹۳۹ء کو ہمارے دادا وفات پا گئے۔ میرے والد کے کندھوں پہ آپ کی چھوٹی بہن اور بھائی کا بوجھ آپڑا۔ لہٰذا آپ نے مدرسہ احمدیہ کو چھوڑ کر صدر انجمن احمدیہ میں ملازمت اختیار کر لی۔ ۱۹۴۷ء میں جب تقسیم ہند ہوئی اور پاکستان بنا بطور درویش قادیان میں سکونت اختیار کی اور ہماری والدہ میرے بڑے بھائی جو کہ اس وقت قریباً اڑھائی سال کا تھا اور خاکسار، جو کہ صرف چند دن کا تھا، کو پاکستان (لاہور) بھیج دیا۔

قریباً ایک سال کے بعد حضرت امام جماعت احمدیہ ثانی نے انجمن کے اُن سب ملازمین کو جو کہ قادیان میں بطور درویش رہائش پذیر تھے لاہور آنے کا حکم دیا۔ اس کے بعد جب لاہور سے جماعت کے دفاتر کی تبدیلی ربوہ ہوئی تو آپ ربوہ چلے آئے۔ ربوہ میں آکر آپ نے محلہ دارالرحمت وسطی میں ریلوے سٹیشن کے قریب سکونت اختیار کی جہاں آپ کو دفاتر صدر انجمن احمدیہ میں خدمت کرنے کے ساتھ ساتھ محلہ دارالرحمت وسطی میں جماعتی کام کرنے کا بھی موقع ملا۔ آپ کو سیکرٹری مال، صدر شعبہ رشتہ ناطہ کے انچارج رہنے کا موقعہ ملا۔ آپ کو بیت النصرت میں امامت کے فرائض بھی انجام دینے کا موقعہ ملا۔ ۱۹۶۰ء میں آپ نے دارالبرکات میں رہائش اختیار کی اور اس محلہ میں بھی جماعتی کاموں میں خدمت کرنے کا موقع ملا۔ دفاتر صدر انجمن احمدیہ میں آپکو امور عامہ، نظارت اصلاح وارشاد اور نظارت تعلیم میں جماعتی خدمت کرنے کا موقع ملا۔ ۱۹۸۲ء میں ۴۲ سال کی سروس کے بعد ریٹائرمنٹ حاصل کی۔ ۱۹۸۳ء میں آپ کو یورپ جانے کا موقع ملا۔ جہاں آپ یورپ کے قریباً سب ملکوں میں جہاں جماعت احمدیہ کے مشنز قائم ہیں گئے۔

انکساری اور تشکر کا یہ عالم تھا کہ ایک دفعہ یورپ میں جب ہم لوگ بذریعہ کار ڈنمارک سے انگلستان جا رہے تھے تو راستے میں ہم ایک جگہ رُکے۔ خاکسار کچھ خریدنے کے لئے گیا۔ اس دوران والد صاحب میرے ایک عزیز دوست سے جو کہ ڈنمارک میں مقیم ہیں باتوں باتوں میں کہنے لگے کہ جب ہم بچے تھے اور قادیان میں رہتے تھے اس وقت حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی کی ایک کار آئی۔ ہم بچے تھے ہم اس کار کے پیچھے بھاگا کرتے تھے اور میں نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ ایک دن ایسا بھی آئے گا کہ میں اپنے بچوں کی گاڑیوں میں بیٹھ کر یورپ کی سیر کروں گا اور آج میرے سب بچے اللہ تعالیٰ کے فضل سے یورپ میں آباد ہیں اور اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے فضل سے ایک ہی نہیں بلکہ دو دو گاڑیاں دی ہوئی ہیں۔ آپ ہر سال سردیوں کے مہینے میں پاکستان آجایا کرتے تھے اور ایسے ہی ۱۹۹۰ء میں فروری کے مہینے میں پاکستان چلے آئے۔ میری اکثر ان سے ٹیلیفون پر بات ہوتی رہتی تھی لیکن انہوں نے کبھی اس بات کا ذکر نہیں کیا کہ ان کی طبیعت خراب رہتی ہے ہمیشہ مجھے یہی تاثر دیا کہ وہ خیریت سے ہیں۔ وفات سے ایک روز قبل میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ربوہ کی گلیوں میں پھر رہا ہوں۔ جہاں مجھے میری بیوی جو کہ ڈینش ہے نظر آئی میں اس سے پوچھتا ہوں کہ تم یہاں کیا کر رہی ہو؟ اس نے بتایا کہ ہمارا بچہ اچانک فوت ہو گیا ہے میں اس سے گھبراہٹ میں پوچھتا ہوں کہ یہ سب کیسے ہُوا؟ کب ہوا؟ بچہ کہاں ہے؟ اس نے مجھے بتایا کہ اس کو تو دفن بھی کر دیا ہے۔ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔ صبح اُٹھ کر میں نے اپنی بیوی کو سختی سے کہا کہ وہ ہمارے بچے کو یونہی باہر جانے نہ دیا کرے کیونکہ سڑکوں پر ٹریفک بہت زیادہ ہے کوئی حادثہ بھی ہو سکتا ہے۔ اُسی دن شام کے وقت ربوہ سے فون آیا اور والد محترم کی وفات کی خبر ملی۔ مجھے فوری طور پر کسی جہاز پر سیٹ نہ مل سکی لہٰذا میں ان کی وفات کے تیسرے دن ربوہ پہنچا اور والد کو دیکھنے کا بھی موقع نہ ملا۔ تب مجھے احساس ہُوا کہ اس رات کی خواب کا کیا مطلب تھا۔ آپ مختصر علالت کے بعد ۱۶ جولائی ۱۹۹۰ء کو اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے۔ وفات کے وقت آپ کی عمر قریباً ۷۰ برس تھی۔ آپ نے اپنے پیچھے ہماری والدہ محترمہ سردار بیگم صاحبہ کے علاوہ ۱۸ لڑکے لڑکیاں، پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں چھوڑے ہیں اور یہ سب ڈنمارک، ناروے اور جرمنی میں مقیم ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمارے والد محترم کے درجات بلند فرمائے اور جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ہم سب کو صبر عطا فرمائے اور ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے (اے خدا تو ایسا ہی کر)

محمد یوسف سجاد

حقیقی زندگی

یوں تو زندگی سب ہی گذارتے ہیں اور کچھ عرصہ زندہ رہ کر اس دنیا سے کوچ کر جاتے ہیں اور اس طرح اربوں ارب لوگ زندگی گذار کر ختم ہو گئے۔ مگر وہ لوگ جنہوں نے زندگی کو اللہ تعالیٰ کی امانت سمجھ کر گذارا اور واقعی انہوں نے زندہ رہنے کا حق ادا کر دیا اور اپنے رب حقیقی میں یوں فنا ہو گئے جسطرح قطرہ پانی کا سمندر میں گر کر فنا ہو جاتا ہے۔ یہ حقیقی زندگی کا مختصر سا مفہوم ہے۔ دنیا کے کسی بھی علاقے میں چلے جائیں یا تاریخ پڑھ لیں جہاں جہاں بھی ایسے افراد جنہوں نے حقیقی زندگی کے مفہوم کو سمجھا اور زندگی گذارنے کا حق ادا کر دیا۔ انہوں نے اپنے معاشرے کو چار چاند لگا دئیے۔ تاریکیوں کو اجالوں میں بدل دیا اور مایوسیوں کو ختم کر کے اُمید کا پیغام دیا اور اپنے معاشرے کو ترقی کی راہ پر گامزن کر دیا۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ حقیقی زندگی ہے کیا چیز؟ حقیقی زندگی کا معیار یہ ہے کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کا علم حاصل کر کے عملی میدان میں اپنے مولیٰ کریم سے سچا تعلق قائم کرے اور اسکی مخلوق سے مشفقانہ برتاؤ کرے۔ ایسا شخص جو اپنے اندر حقیقی زندگی کا مفہوم رکھتا ہے۔ کسی بھی شعبۂ زندگی سے اس کا تعلق ہو اور دنیا کے کسی بھی ملک کا شہری ہو وہ اپنے معاشرے کا بہترین فرد ہے۔ کیونکہ زندہ رہنے کا جو حق ادا کرتا ہے وہ اپنے ربّ کریم سے فیوض کو جذب کرتا اور اسکی مخلوق میں تقسیم کرتا ہے۔ جسطرح درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ اسی طرح حقیقی زندگی کا مفہوم جو شخص اپنے اندر رکھتا ہے۔ اپنے گفتار و کردار سے پہچانا جاتا ہے۔

تکبّر کو چھوڑ کر عاجزی کی راہوں کو اختیار کرو تا خدا پانے والے بن جاؤ۔
(حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اطلاعات و اعلانات

تقریب شادی: عزیزہ مارّیہ امۃ السبوح صاحبہ بنت مکرم میاں عبدالمجید صاحب کارکن دفتر الفضل ربوہ کی شادی عزیزم فاتح الدین احمد مقیم امریکہ ابن مکرم شیخ نصیر الدین احمد صاحب سابق مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ساتھ مورخہ ۲۲ نومبر ۱۹۹۱ء کو محلہ دارالصدر ربوہ میں انجام پائی۔ تلاوت اور نظم کے بعد مکرم مولانا سلطان محمود صاحب انور ناظر اصلاح وارشاد نے دعا کروائی۔ مورخہ ۲۳ نومبر ۹۱ء کو دولہا کے ماموں مکرم عبدالباسط صاحب نے اپنے گھر واقع دارالبرکات ربوہ میں دوپہر کے وقت دعوتِ ولیمہ کا اہتمام کیا۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ یہ رشتہ جانبین کیلئے ہر لحاظ سے بابرکت کرے اور مثمر بثمرات حسنہ بنائے۔

اعلانِ ولادت: اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مکرم سیّد طاہر محمود صاحب ماجد مربی سلسلہ (دفتر ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد) کو ۲۱ نومبر ۱۹۹۱ء کو بیٹا اور بیٹی توام عطا فرمائے ہیں۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہِ شفقت بیٹے کا نام "حامد محمود" اور بیٹی کا نام "ملیحہ" عطا فرمایا ہے۔

○ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مکرم ظفر اللہ ملک صاحب ایڈووکیٹ ربوہ کو ۷ نومبر کو پہلی بیٹی سے نوازا ہے۔ بچی وقفِ نو میں شامل ہے اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہِ شفقت بچی کا نام "حانیہ ظفر" عطا فرمایا ہے۔

○ مکرم خالد محمود صاحب عامر کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۲۲ نومبر ۱۹۹۱ء کو پہلا بیٹا عطا فرمایا ہے۔ نومولود کا نام حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے "فہد محمود" عطا فرمایا ہے۔

احباب ان سب کی درازیٔ عمر اور خادمِ دین ہونے کیلئے دعا کریں۔

درخواست دعا: مکرم چوہدری محمد عظیم باجوہ صاحب رفیق حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کراچی میں گردوں کی خرابی سے صاحب فراش ہیں۔

○ محترمہ فرحت نسیم صاحبہ اہلیہ محمد ابراہیم حنیف صاحب تبخیر معدہ کی وجہ سے علیل رہتی ہیں۔

○ محترمہ زبیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ چوہدری محمد شریف صاحب سرگودھا دل کی تکلیف سے بیمار ہیں اور سول ہسپتال سرگودھا میں داخل ہیں۔

احباب ان کی کامل شفایابی کیلئے اور درازیٔ عمر کے لئے دعا کریں۔

سانحہ ارتحال: مکرم مشتاق احمد صاحب بٹ ریٹائرڈ پوسٹ ماسٹر جہلم مورخہ ۱۹ نومبر بوجہ ہارٹ اٹیک وفات پا گئے۔ آپ کی عمر ۶۴ سال تھی۔ احمدیہ قبرستان جہلم میں ۲۰ نومبر کو تدفین عمل میں آئی۔ جس میں احمدی احباب کے علاوہ کثیر تعداد میں غیر از جماعت احباب نے بھی شرکت کی۔ موصوف مجلس عاملہ جہلم میں شامل رہے اور بطور جنرل سیکرٹری کچھ عرصہ خدمت کا موقعہ پایا۔ آپ نے بیوہ کے علاوہ ایک بیٹی اور پانچ بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

احباب ان کی بلندیٔ درجات کے لئے دعا کریں۔

وصایا

ضروری نوٹ: مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جا رہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری
مجلس کارپرداز۔ ربوہ

مسل نمبر ۲۸۲۱۱ بیرے

حنیف احمد چوہدری ولد چوہدری مرید احمد صاحب قوم جٹ دیو پیشہ کارکن دارالضیافت عمر ۴۷ سال بیعت ۱۹۶۷-۱۱-۱ ساکن نصیر آباد ربوہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹۱-۸-۲۸ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ -/۹۲۵ روپے ماہوار بصورت الاؤنس مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی۔ ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ چوہدری حنیف احمد کارکن دارالضیافت ربوہ۔ گواہ شد نمبر۱۔ محمد صدیق محلہ نصیر آباد ربوہ۔ گواہ شد نمبر۲۔ محمد مالک نحضی محلہ نصیر آباد ربوہ۔

مسل نمبر ۲۸۲۱۲ بیرے

محمودہ بیگم زوجہ چوہدری حنیف احمد صاحب کارکن دارالضیافت ربوہ۔ قوم جٹ کاہلوں پیشہ خانہ داری عمر ۴۵ سال بیعت ۶۷-۱۱-۱۱ ساکن محلہ نصیر آباد ربوہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹۱-۸-۲۸ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) مکان برقبہ ½۵ مرلہ مالیتی ۶۰,۰۰۰ روپے (۲) سلائی مشین مالیتی -/۶۰۰ روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ -/۱۵۰ روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی۔ ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے الامۃ۔ محمودہ بیگم زوجہ چوہدری حنیف احمد کارکن دارالضیافت ربوہ۔ گواہ شد نمبر۱۔ محمد صدیق محلہ نصیر آباد ربوہ۔ گواہ شد نمبر۲۔ چوہدری حنیف احمد خاوند موصیہ مسل نمبر ۲۸۲۱۱

مسل نمبر ۲۸۲۱۳ بیرے

بشارت احمد طاہر ولد احمد خان صاحب قوم گجر پیشہ تعلیم عمر ۱۸ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ناصر ہوسٹل کمرہ نمبر۱ ربوہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۹۹۱-۴-۷ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ -/۱۵۰ روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی۔ ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ بشارت احمد طاہر ناصر ہوسٹل ربوہ۔ گواہ شد نمبر۱۔ خلیل احمد تنویر وصیت نمبر ۲۳۶۴۸۔ گواہ شد نمبر۲۔ عبدالسمیع خان وصیت نمبر ۲۴۳۹۴۔

مسل نمبر ۲۸۲۱۴ بیرے

کریم الدین شمس ولد حمید الدین صاحب قوم ارائیں پیشہ تعلیم عمر ۱۹ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ناصر ہوسٹل ربوہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹۱-۷-۲۰ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ -/۳۰۰ روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی۔ ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر

باقی صفحہ ۸ پر

جدید فیشن کے ساتھ روایتی زیورات
شریف جیولرز
اقصیٰ روڈ ربوہ
فون: دکان ۶۴۹ رہائش ۱۷

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبرنامہ

ملکی خبریں

○ سپریم کورٹ نے سرعام پھانسیوں کی سزا دیے جانے کے بارے میں جو حکم امتناعی جاری کیا تھا اس میں جنوری ۱۹۹۲ء تک توسیع کر دی ہے۔ سپریم کورٹ کے تین فاضل جج صاحبان پر مشتمل فل بنچ نے کہا ہے کہ یہ شرف انسانیت کا مسئلہ ہے جس کے دور رس عالمی سطح پر اثرات مرتب ہو سکتے ہیں۔ ہر شخص آئین کی دفعہ ۲ الف سمجھے بغیر استعمال کرتا ہے یہ دفعہ خلاف اسلام قرار دی جائے تو پورا آئین سیکولر ہو جائے گا۔ سرحد کی حکومت نے بھی سپریم کورٹ کے سامنے سرعام پھانسیوں کی مخالفت کر دی۔ اور کہا ہے کہ سرعام پھانسیوں سے صورت حال خراب ہو جائے گی۔

○ لاہور سے وہاڑی جانے والی بس بے قابو ہو کر پل کا جنگلہ توڑتی ہوئی ۲۵ فٹ نیچے جا گری جس سے ۲۰ مسافر ہلاک اور ۴۵ شدید زخمی ہو گئے۔

○ سندھ میں پیپلز پارٹی کے ایک ہزار کے قریب لیڈر اور کارکن گرفتار کر لئے گئے ہیں۔

○ محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ ایک عورت سے خوفزدہ ہو کر حکومت نت نئے پھندے لگا رہی ہے ملک کی دولت داماد اور بھائیوں نے شیر مادر سمجھ کر ہضم کرنا شروع کر دی ہے اب نہ کوئی کشمیر کا نام لیتا ہے اور نہ تنخواہیں بڑھانے کا اب اسلام کا نام لینا بھی بند کر دیا گیا ہے۔

○ سرحد اسمبلی میں جنرل فضل حق کی خالی ہونے والی نشست پی ڈی اے نے جیت لی ہے۔ آئی جے آئی میں اختلاف کی وجہ سے پی ڈی اے کے مقابل پر اے این پی، مسلم لیگ اور جماعت اسلامی تینوں کے نمائندے کھڑے تھے۔

○ پاکستان کے سیاست دانوں نے اپنی زندگیوں کے بھاری رقوم کے بیمے کروانے شروع کر دیئے ہیں۔ ایک اپوزیشن لیڈر اپنی زندگی کے بیمہ کا پریمیم ۷۰ لاکھ روپے ادا کر چکے ہیں۔

○ ضلع دادو میں ڈاکوؤں نے ۶ افراد کو اغوا کر لیا ہے۔ ضلع دادو میں لوما بھنڈی کے جنگلات میں دو بدنام ڈاکوؤں لائق چانڈیو اور میرو کلہوڑو کے درمیان خونریز تصادم چوتھے دن بھی جاری رہا۔ جس سے مزید ۱۲ ڈاکو ہلاک ہو گئے ہیں۔

○ سندھ کے وزیر اعلیٰ جام صادق علی نے آل پارٹیز کانفرنس (اے پی سی) کا اردو ترجمہ "کل طوائف کانفرنس" کیا ہے اس پر قاضی حسین احمد سمیت متعدد اپوزیشن لیڈروں نے ان کی زبان پر سخت احتجاج کیا ہے۔ یہ کانفرنس ۲۹ نومبر کو کراچی میں ہو رہی ہے۔

○ بیگم نصرت بھٹو نے کہا ہے اگر مخدوم خاندان نے سندھ میں حکومت بنائی تو ہم اس کی حمایت کریں گے۔

○ سیکرٹری جنرل خارجہ مسٹر اکرم ذکی نے گزشتہ روز افغان لیڈر حکمت یار سے ملاقات کی اور روس میں مذاکرات پر گفتگو کی۔

○ لاپتہ جرمن خاتون سائنسدان کی تلاش کے لئے شمالی علاقوں میں فوج بھیج دی گئی ہے۔

○ گلشن اقبال کراچی میں ایم کیو ایم کے رکن سندھ اسمبلی سلیم احمد کے بنگلہ پر فائرنگ سے ان کا پولیس گارڈ ہلاک ہو گیا

○ وزیر دفاع نے کہا ہے کہ پاکستان کے علاقائی مفادات پیش نظر رکھے جائیں تو وہ ایٹمی معاہدے پر دستخط کر سکتا ہے۔

○ پی ڈی اے نے بلوچستان حکومت سے علیحدگی کی دھمکی دے دی ہے۔

○ پاکستان اور بھارت نے اپنی سرحدوں پر ایک متوقع جنگ کی سی کیفیت پیدا کر دی ہے اور دونوں فوجیں ہوشیار باش کی حالت میں ایک دوسرے پر حملہ آور ہونے کے لئے اپنی اپنی حکومتوں کے اشارے کے منتظر ہیں۔ یہ بات بھارتی اخبار سنڈے آبزرور نے اپنی خصوصی رپورٹ میں لکھی ہے۔

غیر ملکی خبریں

○ کشمیری حریت پسندوں نے دس ماہ میں بھارتی فوج پر تقریباً ۲ ہزار حملے کئے۔ اس کے نتیجے میں ۶۶۲ افراد مارے جا چکے ہیں۔ وائس آف امریکہ نے بتایا ہے کہ حریت پسندوں پر بھارتی حملے تیز ہو چکے ہیں وائس آف جرمنی کا کہنا ہے کہ بھارت نے ایک ویڈیو فلم "آئی وٹنس" پر پابندی لگا دی ہے جس میں کشمیر کے بارے میں بھارتی دعووں کی نفی ہوتی ہے۔

○ سوویت یونین کے وزیر خارجہ مسٹر ایڈورڈ شیوارڈ نازے نے کہا ہے کہ روس میں نئی بغاوت اور بلووں کا خطرہ ہے سابقہ بغاوت میں کئی رجعت پسند بچ گئے تھے۔

○ امریکہ نے اسرائیل کی طرف سے امن بات چیت کی تاریخ میں توسیع کو مسترد کر دیا ہے۔ اسرائیل نے کہا تھا کہ ۴ دسمبر کو واشنگٹن میں ہونے والی بات چیت کی تاریخ میں چند دنوں کی توسیع کی جائے۔ فلسطینی لیڈر حنان اشراوی نے کہا ہے کہ اسرائیل وقت ضائع کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ امن بات چیت کے دوسرے دور میں شرکت کے لئے اردن اور لبنان نے آمادگی ظاہر کر دی ہے جبکہ شام نے ابھی جواب نہیں دیا۔

○ کویت سے امریکی بری افواج دسمبر کے وسط تک واپس آ جائیں گی۔

○ اقوام متحدہ یوگوسلاویہ میں فوری طور پر جائزہ وفد بھیجنے پر رضامند ہو گئی ہے۔

○ سوویت سٹیٹ کونسل نے آذربائی جان پر زور دیا ہے کہ وہ نگورنو کاراباخ کے علاقے کو اپنے اندر ضم کرنے کے فیصلے پر نظر ثانی کرے۔

○ کشمیری حریت پسندوں سے تازہ جھڑپوں میں ۲۲ بھارتی فوجی ہلاک ہو گئے۔

بقیہ صفحہ ۷ سے آگے

بقیہ صفحہ ۷ سے آگے

سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ کریم الدین شمس ناصر ہوسٹل ربوہ۔ گواہ شد نمبر ۱۔ عبدالسمیع خان وصیت نمبر ۲۴۳۹۴ گواہ شد نمبر ۲ خلیل احمد تنویر وصیت نمبر ۲۳۶۴۸۔

پرانی پیچیدہ امراض کا
جرمنی۔ لوکل ادویات
کے لئے تشریف لاویں
صوفی ہومیو شفاخانہ
اقصیٰ روڈ ربوہ

خارش ہر قسم گرمی۔ گیس اور کمزوری کا خاتمہ
عزیز دواخانہ رجسٹرڈ چک چٹھہ
نزد حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ
مرگی۔ مالیخولیا۔ بواسیر۔ اٹھرا اور لیکوریا کا مکمل علاج

قدیمی۔ اولین۔ مشہور آفاق
۱۹۱۱ء سے ایک ہی نام
دواخانہ حکیم نظام جان
چوک گھنٹہ گھر۔ گوجرانوالہ فون ۷۳۹۹۶
برانچیں
کراچی: فون: ۴۱۳۲۵۱
لاہور: 1-D-3 گلشن راوی
ملتان: چوک جان محمد معصوم شاہ روڈ
منڈی بہاؤالدین: بالمقابل شاہ تاج شوگر مل
رحیم یار خان: فون: ۴۷۹۹
ربوہ: اقصیٰ چوک کالج روڈ فون نمبر ۵۵۸

بے اولاد
مردوں کیلئے کورس -/200
SPERMATOZOA COURSE
عورتوں کیلئے کورس -/100
STERILITY COURSE
ATHRA COURSE 90/- اٹھرا کورس
تفصیلی لٹریچر مفت
کیو ٹیو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی رجسٹرڈ ربوہ
فون: ۶۰۶، ۶۰۷، ۷۴۱

کاروباری طور پر ایک کامیاب
بزنس برائے فروخت
سرمایہ لگا کر معقول آمدن حاصل کرنے کا بہترین موقعہ۔
رابطہ کے لئے
چوہدری شمیم پرویز۔ لذیذ چرغہ ہاؤس ربوہ
فون نمبر ۸۰۱ ★ خواہش مند فوری رابطہ کریں۔